سلسلة قصص الانبیاء

9

پتھروں کی بارش

اشتیاق احمد

9

پتھروں کی بارش

قصّہ سیّدنا لُوط علیہ السلام
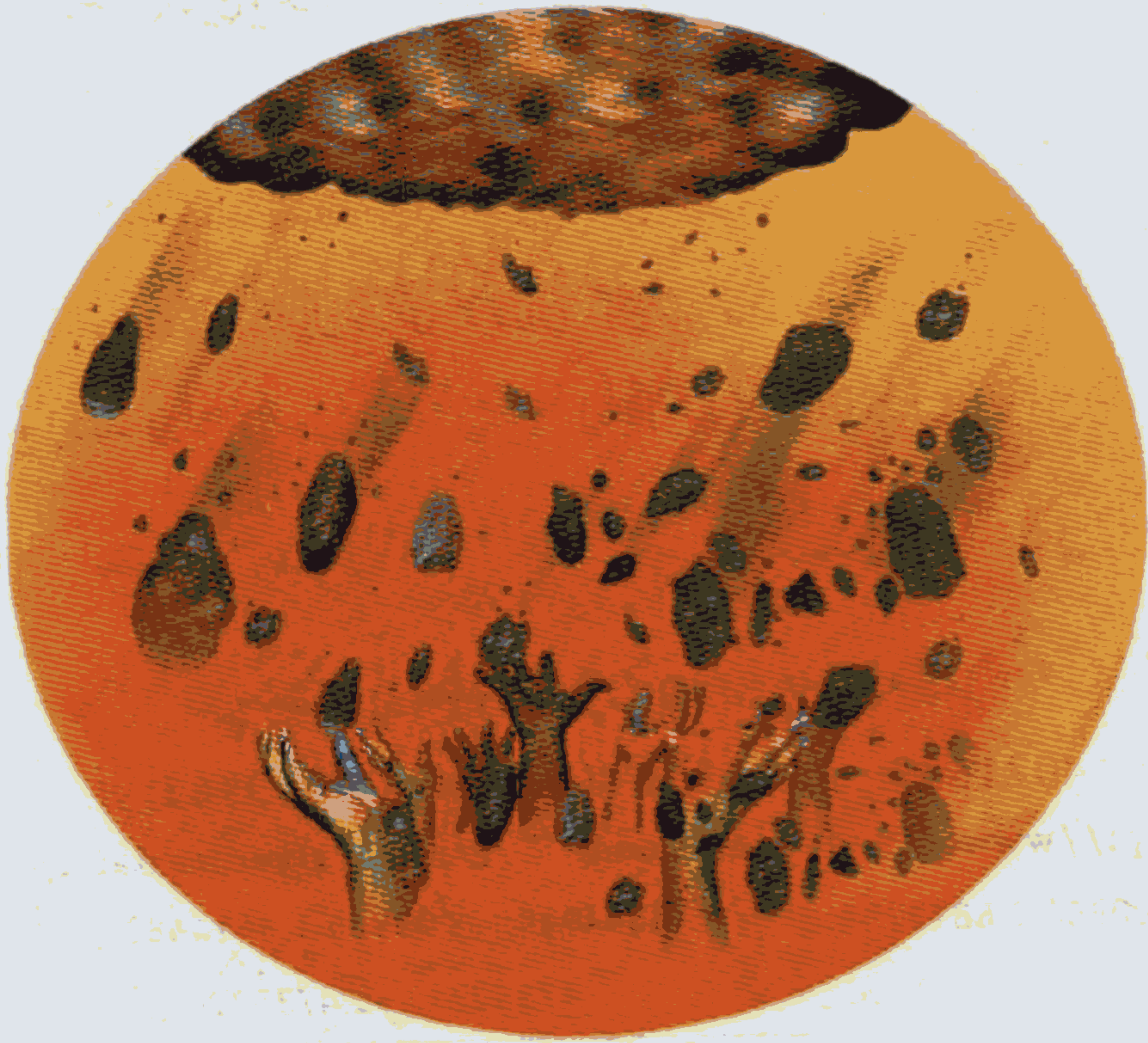
اشتیاق احمد

پتھروں کی بَارش
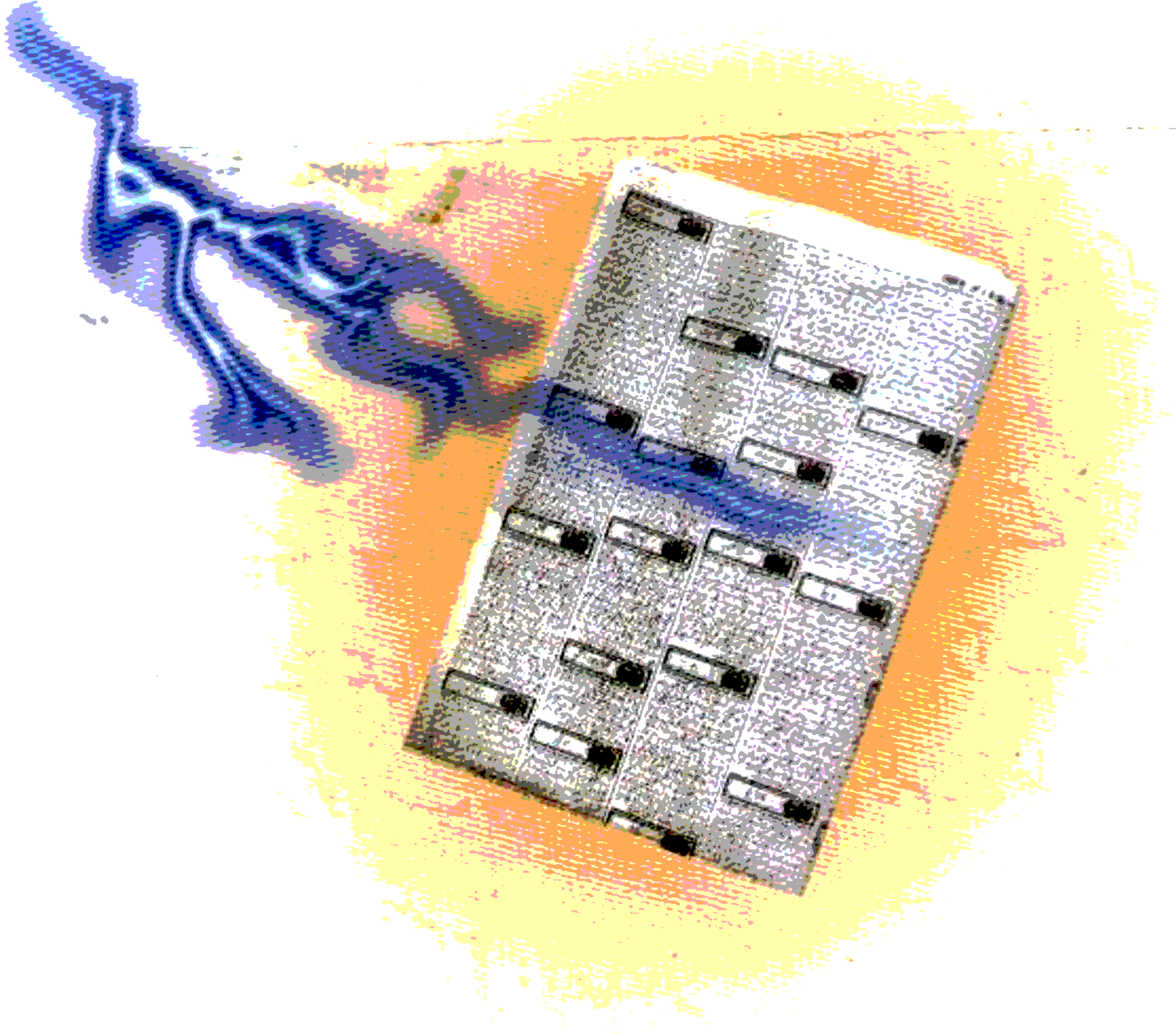
خان عبدالجبار گھر میں داخل ہوئے تو ان کا چہرہ خوف کی وجہ سے سفید نظر آرہا تھا۔ سب دوڑ کر ان کے گرد جمع ہو گئے۔

"کیا ہوا ابو! کوئی بُری خبر سنی ہے کیا؟" ان کے بڑے بیٹے وقار نے کہا۔

"کوئی حادثہ ہو گیا ہے کیا؟" ان کی بیٹی شازیہ بول اٹھی۔

"کوئی نقصان ہو گیا شاید۔" ان کی بیوی سلمٰی بولیں۔

ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں۔

"کچھ مجاہدین شہید کر دیے گئے ہیں، یہی بات ہے نا ابو۔" چھوٹا بیٹا انوار بول پڑا۔

"نہیں! بات صرف یہ ہے کہ میں نے اخبار میں ایک خوفناک خبر پڑھی ہے۔"

آخر خان عبدالجبار گویا ہوئے۔ یہ سن کر ان سب کے منہ بن گئے۔

"یہ کیا بات ہوئی، اخبار کی خوفناک خبر سے بھلا ہم کیوں اتنا اثر لیں۔"

''ہمیں اثر لینا چاہیے، اس کی وجہ ہے۔ میں تم لوگوں کو کئی ہزار سال پہلے کا ایک خوفناک واقعہ سنانا چاہتا ہوں، پھر میں وہ خبر پڑھوں گا، تب تم بتانا کہ ہمیں اثر لینا چاہیے یا نہیں۔''

''لیکن پہلے آپ ناشتا تو کرلیں، شاید آپ بھول گئے کہ آپ سیر کے لیے گھر سے نکلے تھے۔ راستے میں مل گیا اخبار والا، اس نے اخبار آپ کو راستے ہی میں دے دیا اور آپ وہ خبر پڑھ کر گویا سب کچھ بھول گئے۔'' سلمیٰ بیگم نے جلدی جلدی کہا۔

''یہی بات ہے بیگم۔''

''تب پھر پہلے سب ناشتا کریں گے، پھر بیٹھ کر واقعہ سنیں گے۔'' سلمیٰ بیگم بولیں۔

''اور چھٹی کا فائدہ اٹھائیں گے۔'' وقار مسکرایا۔

ناشتے کے بعد سب خان عبدالجبار کے گرد بیٹھ گئے......اور انھوں نے کہنا شروع کیا:

''تم جانتے ہی ہو، اللہ کے رسول سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم بتوں کو پوجتی تھی۔ آپ کی لاکھ کوششوں کے باوجود، ان کی بیوی اور بھتیجے سیدنا لوط علیہ السلام کے علاوہ کوئی ایمان نہ لایا۔ ان تینوں نے مصر کی طرف ہجرت کی۔ پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا لوط علیہ السلام کو دین کی تبلیغ کے لیے، اُردن کے شہر سدوم کی طرف بھیجا۔ سیدنا لوط علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔

سدوم کے لوگ دنیا کے بدترین لوگ تھے۔ ان کے اخلاق بہت بُرے تھے۔ خبیث ترین لوگ تھے۔ ان کی زندگی لوٹ کھسوٹ، ڈاکا زنی اور خیانت سے پُر تھی۔ کوئی کتنی ہی بُرائی کرتا نظر آتا، اسے بالکل نہ روکتے۔ ان سب بُرائیوں سے بڑھ کر ان میں

سیدنا
ابراهیم
علیه السلام

سیدنا لوط
علیه السلام

فلسطین
اردن
القدس (یروشلم)
الخلیل (حبرون)
اریحا
کرک

ایک بُرائی اورتھی ۔وہ تھی ان کی پرلے درجے کی بے حیائی ۔کائنات میں ایسی بے حیائی اس قوم سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔ ان کے اخلاق اس حد تک تباہ ہو چکے تھے کہ وہ بے حیائی کا کام تو کرتے ہی تھے ،کرنے کے بعد لوگوں کو بھی بتاتے پھرتے تھے۔ اپنی مجلسوں میں اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ اس طرح یہ بُرائی اور زیادہ تیزی سے پھیل گئی۔ اللہ نے جو چیزیں حرام کی تھیں، وہ سب انھوں نے حلال قرار دے دیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بہت مہربان ہے ،اس وقت تک کسی قوم پر عذاب مسلط نہیں کرتا، جب تک کہ اپنی طرف سے کوئی رسول ان کی طرف نہ بھیج دے جو انھیں سیدھے راستے کی طرف بلائے، اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور ان کے گناہوں کی خرابیوں سے انھیں آگاہ کرے۔
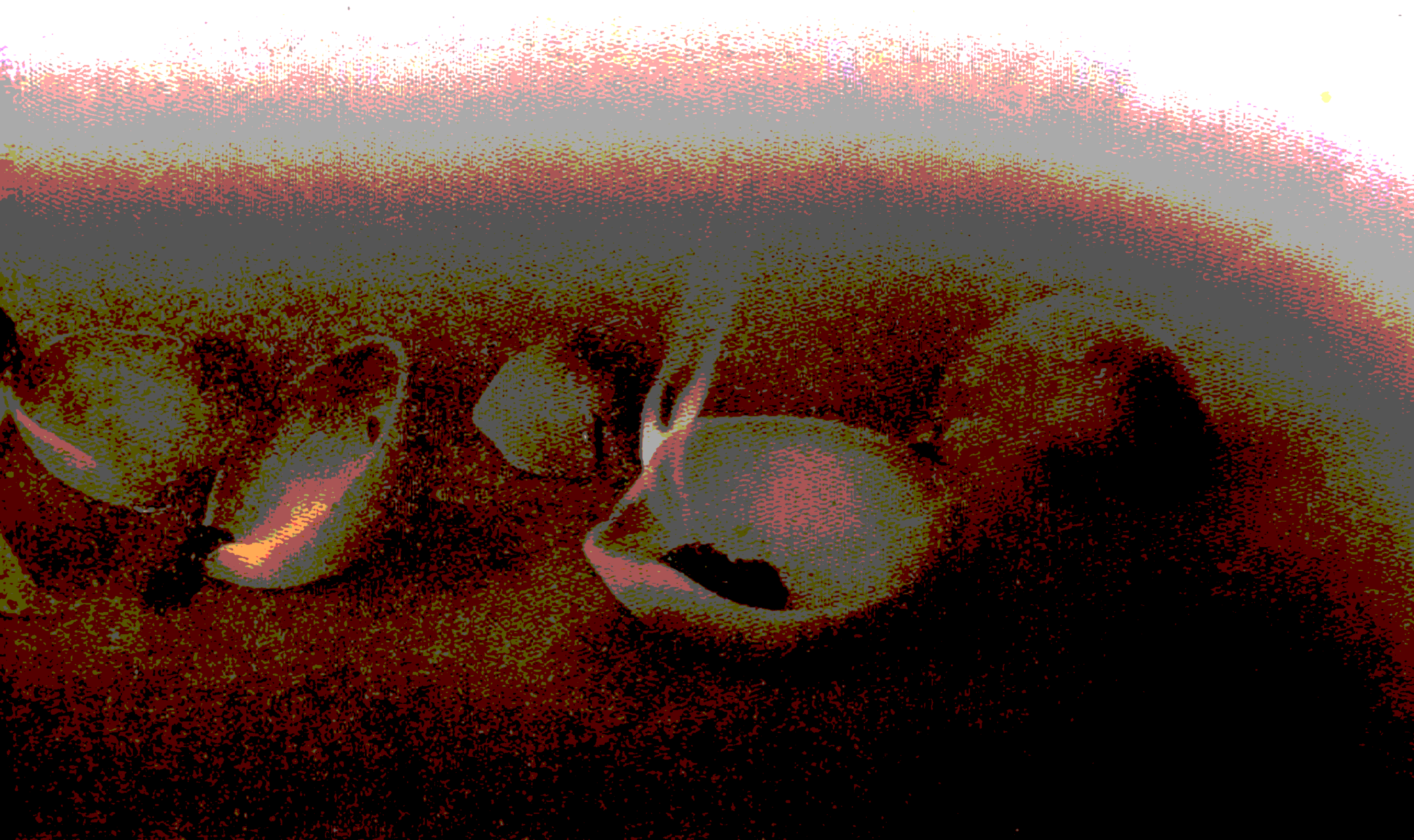
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ہم کوئی رسول نہ بھیج دیں۔'

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جب ان کے گناہ انتہا کو پہنچ گئے کفر پوری شدت اختیار کر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انھی میں سے ایک بندے سیدنا لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیج دیا جو نہایت پاک دامن اور سچے انسان تھے۔ اخلاق کے بہت بھلے تھے۔

انھوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ ایک اللہ کو معبود ماننے کی دعوت دی۔ حرام کاموں سے باز آنے کے لیے کہا۔ انھیں ڈرایا کہ اگر تم باز نہ آئے، تو اللہ کا عذاب تمھیں آ پکڑے گا۔ سیدنا لوط علیہ السلام صبح شام ان کے پاس جاتے رہے اور اللہ کے عذاب سے انھیں ڈراتے رہے، لیکن وہ اپنے گناہوں پر ڈٹے رہے۔
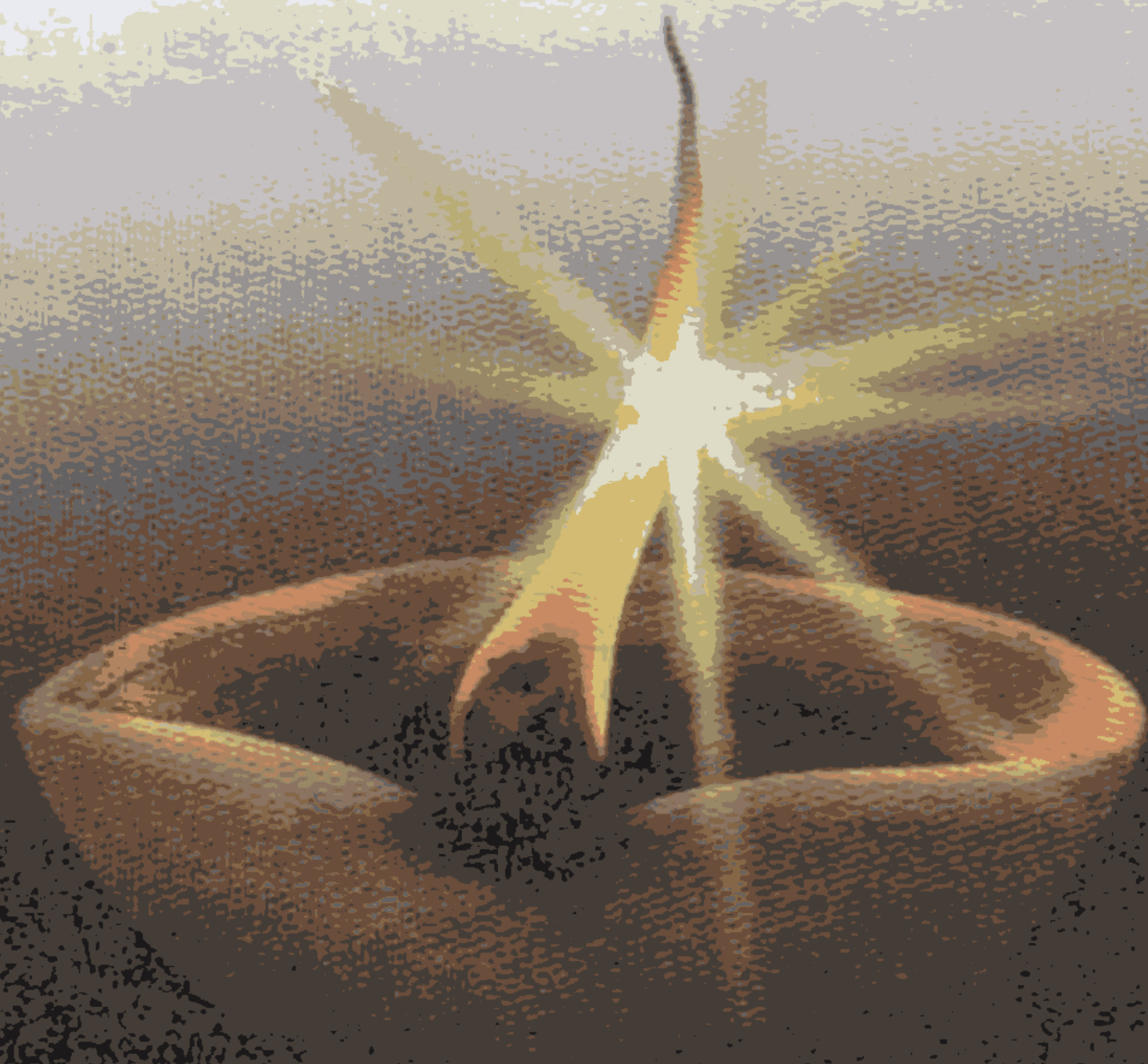
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا، تم کیوں نہیں ڈرتے، میں تمھاری طرف امانت دار رسول ہوں، اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو، میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ میری اجرت تو میرا اللہ ہی دے گا جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'

پھر سیدنا لوط علیہ السلام نے ان سے کہا:

'تم نے ایسی بے حیائی اختیار کی ہے جو تم سے پہلے اس جہاں میں کسی نے نہیں کی۔ تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو، لوگوں کو راستے سے روکتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بُرے کام کرتے ہو۔'

آپ نے ان بُرے کاموں سے انھیں دن رات روکا۔ وہ لوگ صرف اس بے حیائی ہی میں مبتلا نہیں تھے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ مشرک بھی تھے، رسولوں کو جھٹلاتے تھے، لوگوں کے راستے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ انھیں قتل کر دیتے تھے اور ان کا مال اپنے قبضے میں لے لیتے تھے اور پھر ایک دوسرے کو ان بُرے کاموں سے روکتے بھی نہیں تھے۔ سیدنا لوط علیہ السلام کی تمام باتیں سن کر وہ ایک جگہ جمع ہوئے۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سیدنا لوط علیہ السلام کی دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کا مذاق اڑایا۔ انھیں پاگل اور دیوانہ کہا۔ سیدنا لوط علیہ السلام پھر بھی ان سے مایوس نہ ہوئے۔ برابر انھیں تبلیغ کرتے رہے، اور ان کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔" یہاں تک کہہ کر خان عبدالجبار خاموش ہو گئے۔ اس وقت انوار نے کہا:

اذ قال لهم اخوهم لوط الا تتقون ۝ انی لکم رسول امین ۝

فاتقوا الله واطیعون ۝ وما اسئلکم علیه من اجر ان اجری

الا علی رب العلمین ۝ اتاتون الذکران من العلمین ۝
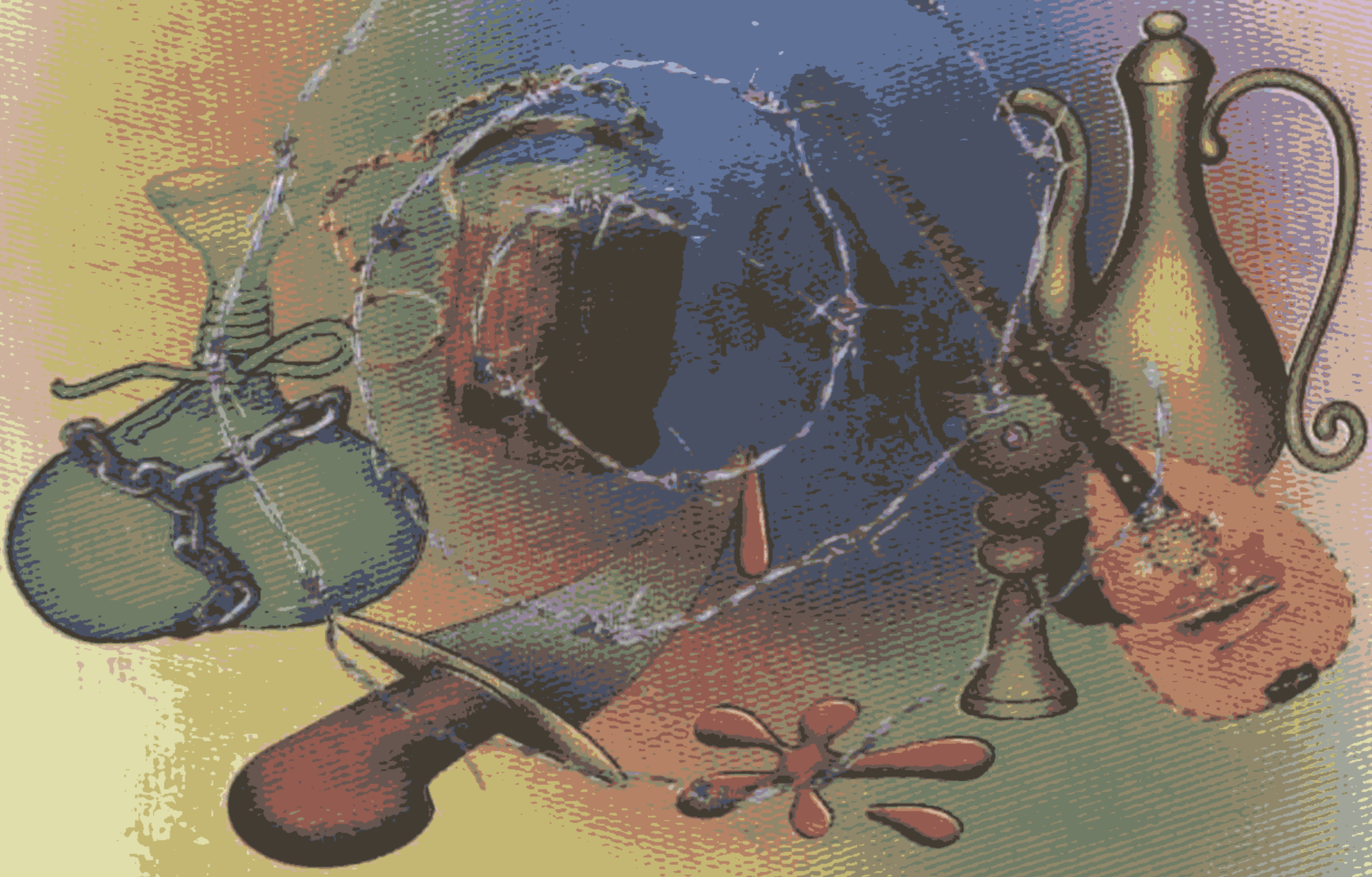
''یہ ہے اللہ کے نبی کی شان! پوری قوم کے مقابلے میں اکیلے ہیں، پھر بھی ڈٹے ہوئے ہیں...... اللہ اکبر۔''

''ہاں بیٹا! یہی بات ہے۔''

''لیکن ابو! وہ خبر کیا ہے۔''

''پہلے یہ واقعہ سن لو...... ہاں تو میں کہہ رہا تھا، انھوں نے اپنی تبلیغ جاری رکھی۔ یہاں تک کہ ایک دن انھوں نے کہا:

'کیا باوجود دیکھنے بھالنے کے پھر بھی تم بدکاری کر رہے ہو؟ یہ کیا بات ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو؟ حق یہ ہے کہ تم بڑی ہی نادانی کر رہے ہو۔'

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم نے ان کی کوئی بات نہ سنی۔ شیطان نے انھیں بالکل اندھا کر دیا تھا۔ بے حیائی ان کے اندر رچ بس چکی تھی۔ جو انھیں بُرے کاموں سے روکتا، وہ اسے بُری نظروں سے دیکھتے تھے۔ آخر انھوں نے فیصلہ کیا کہ سیدنا لوط علیہ السلام کو اور جو لوگ ان پر ایمان لائے ہیں، انھیں شہر سے نکال دو۔

ادھر سیدنا لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

'میں تمہارے (اس بُرے) کام سے سخت ناخوش ہوں۔'

یہ سن کر قوم کے لوگوں نے کہا:

'اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔'

اب سیدنا لوط علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ یہ قوم ایمان نہیں لائے گی، ان سے ایسی امید

ولوطا إذ قال لقومه أتأتون الفاحشة وأنتم تبصرون ○ أئنكم لتأتون الرجال شهوة من دون النساء بل أنتم قوم تجهلون
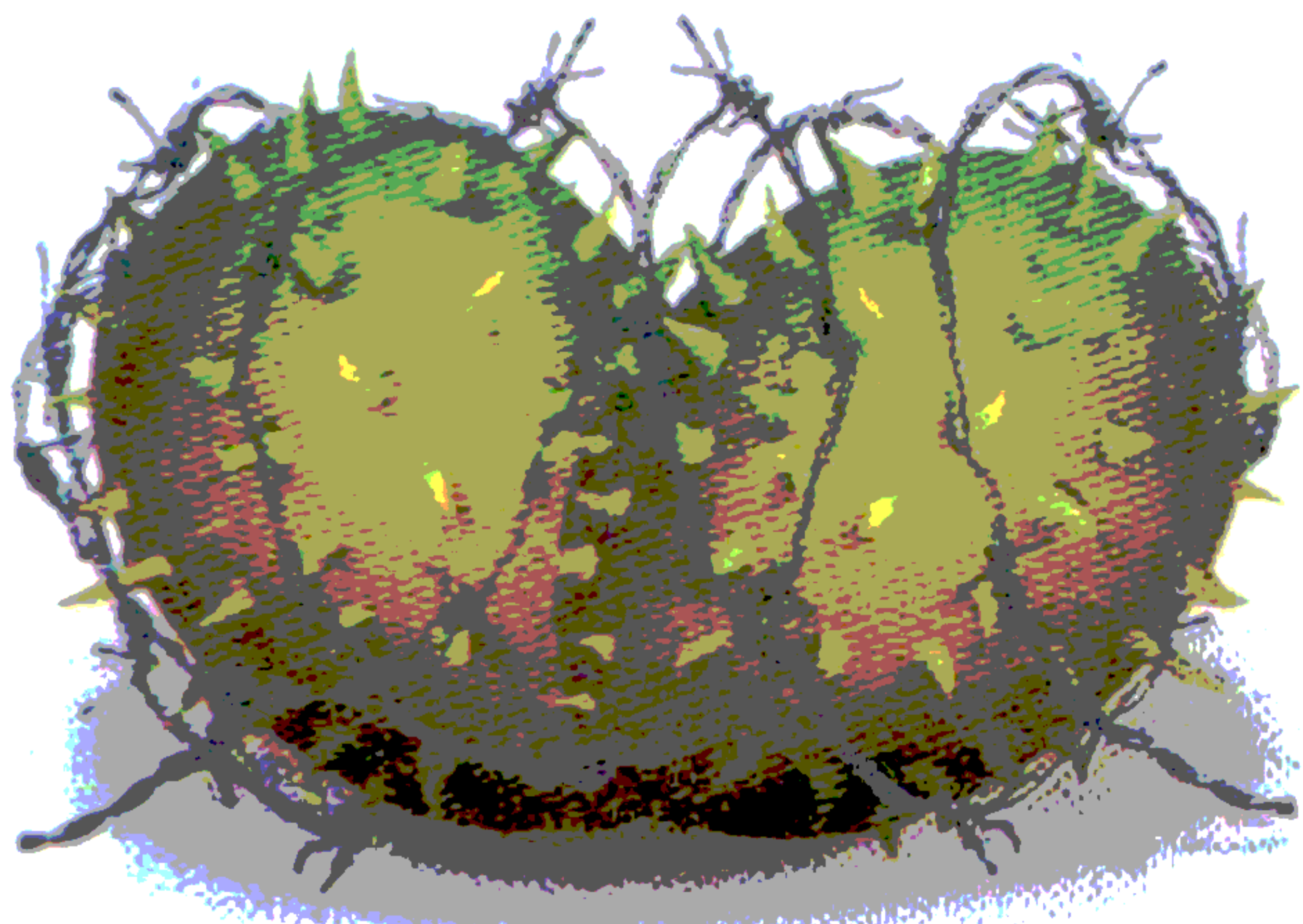
رکھنا بے کار ہے، چنانچہ انھوں نے اللہ کے حضور دعا کی:

'اے میرے پروردگار! اس فساد کرنے والی قوم کے مقابلے میں میری مدد فرما۔'

اللہ تعالیٰ نے سیدنا لوط علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی ،ان کی طرف اپنے فرشتوں کو بھیجا۔ یہی وہ فرشتے تھے جو پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی شکل میں گئے تھے اور وہ ان کے لیے ایک بچھڑا بھون کر لے آئے تھے۔فرشتوں نے انھیں ایک بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تھی، یعنی سیدنا اسحاق علیہ السلام کی۔ پھر فرشتوں نے انھیں بتایا کہ وہ قومِ لوط کو تباہ کرنے جارہے ہیں۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا:

'اس میں تو لوط بھی ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں رہتے ہیں ہمیں سب معلوم ہے، ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے، سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی۔'

فرشتے انسانی صورت میں آپ کے پاس آئے، تو آپ کھیتوں میں کام کررہے تھے۔انھوں نے آپ کے ہاں ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی۔آپ کو ان کی خواہش رد کرنے میں شرم محسوس ہوئی اس لیے آپ ان کے آگے آگے گھر کی طرف چل پڑے۔سیدنا لوط علیہ السلام اشاروں کنایوں میں ایسی باتیں کہنے لگے کہ جن کو سن کر وہ اس بستی سے چلے جائیں اور کسی دوسری بستی میں جا ٹھہریں۔آپ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر اس بستی والوں سے زیادہ گئے گزرے اور خبیث لوگ بھی ہوں گے۔ لیکن فرشتے آپ کے ساتھ آپ کے گھر پہنچ گئے۔

آپ مہمانوں کے ساتھ گھر میں تھے کہ قوم کے لوگوں کو مہمانوں کے بارے میں

علم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ ان کے آنے سے غم ناک اور تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑی مشکل کا دن ہے۔‘
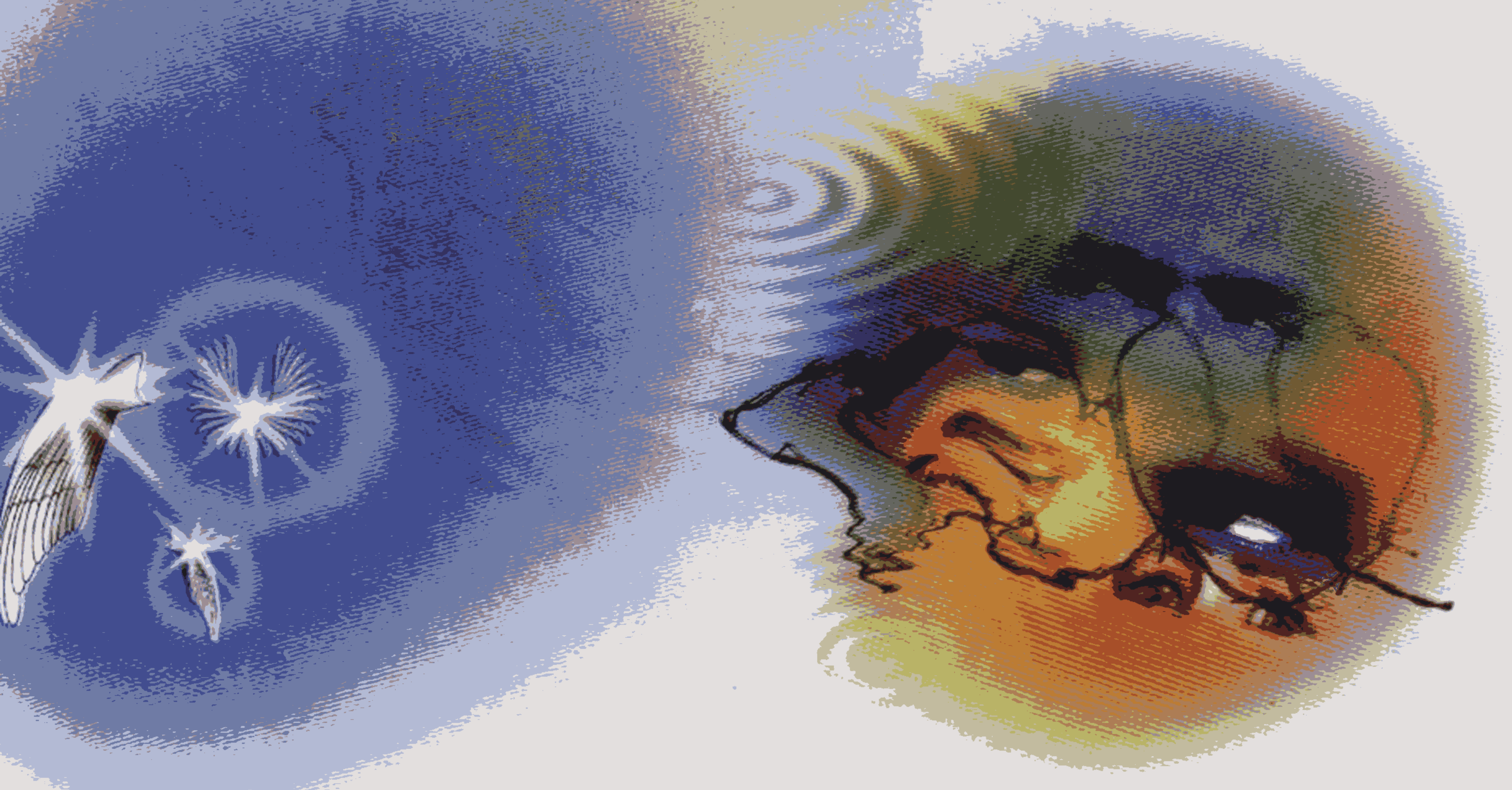
سیدنا لوط علیہ السلام جانتے تھے کہ اگر قوم کو پتا چل گیا تو قوم والے ان کے مہمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کریں گے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'اور اس (لوط) کی قوم دوڑتی ہوئی اس کے پاس آ پہنچی، وہ تو پہلے ہی سے بدکاریوں میں مبتلا تھی۔' سیدنا لوط علیہ السلام نے کہا:

'اے قوم کے لوگو! یہ ہیں میری بیٹیاں جو تمہارے لیے بہت ہی پاکیزہ ہیں، اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں ایک بھی بھلا آدمی نہیں۔'
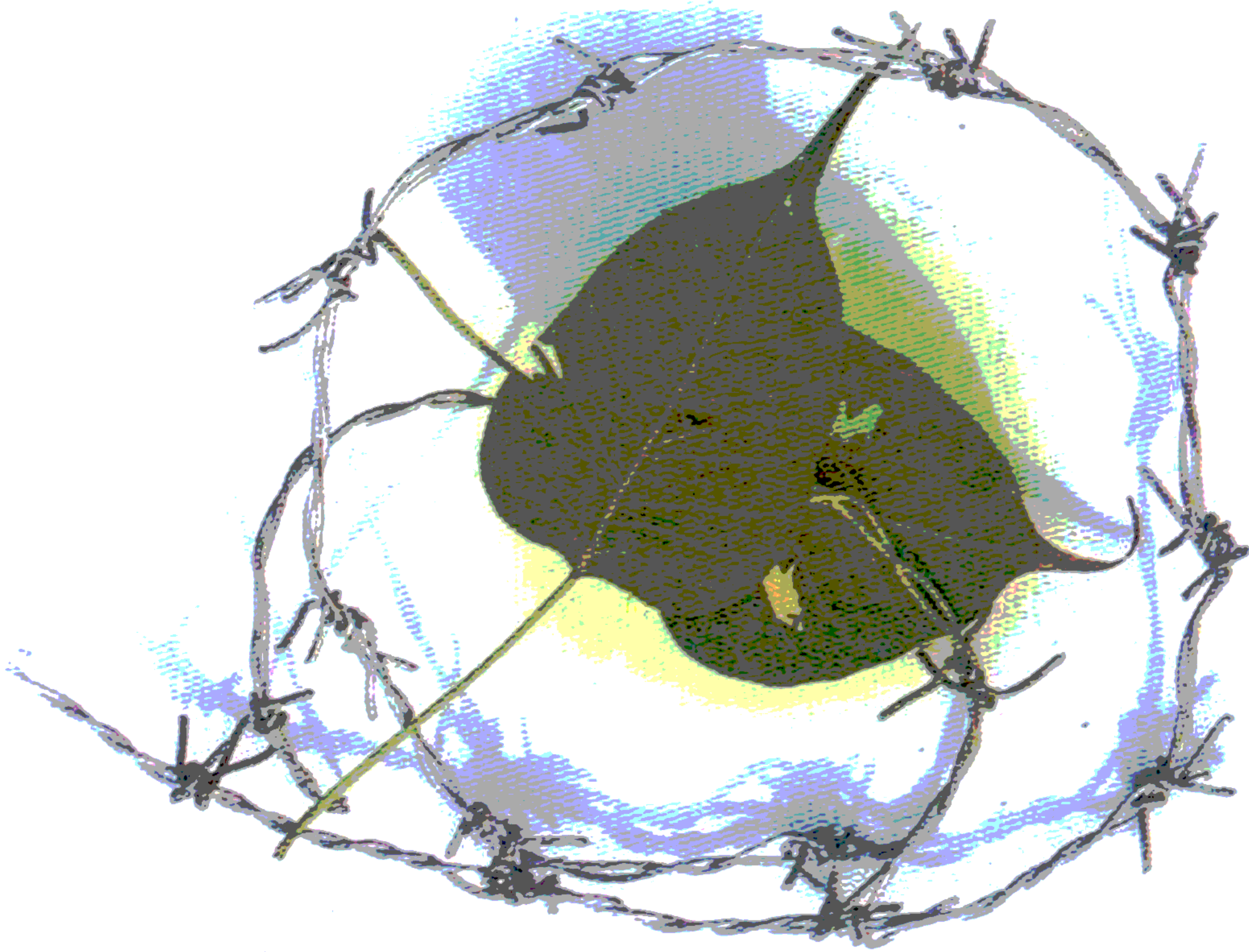
قوم کے لوگوں نے کہا:

'کیا ہم نے تم کو سارے جہاں کی حمایت وطرف داری سے منع نہیں کیا۔'

سیدنا لوط علیہ السلام اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ فاسق لوگ کیا چاہتے ہیں، چنانچہ انھوں نے جو جواب دیا وہ قرآنِ مجید میں اس طرح آیا ہے:

'اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں، یعنی قوم کی عورتیں، تمہارے لیے بہت ہی پاکیزہ ہیں۔'

نبی باپ کے برابر ہوتا ہے، اس لحاظ سے قوم کی عورتیں ان کی بیٹیاں تھیں۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تم یہ بُرا کام کیوں کرتے ہو، عورتوں سے شادیاں کرلو۔ یہ طریقہ فطرت کے عین مطابق ہے اور صحیح طریقے کے مطابق ہے، لیکن وہ قوم بدکار تھی بدکاری نے انھیں اندھا کردیا تھا، ان کی عقل ماری گئی تھی، چنانچہ بے حیائی سے بولے:

'تمھیں معلوم ہے، جو ہم چاہتے ہیں۔'
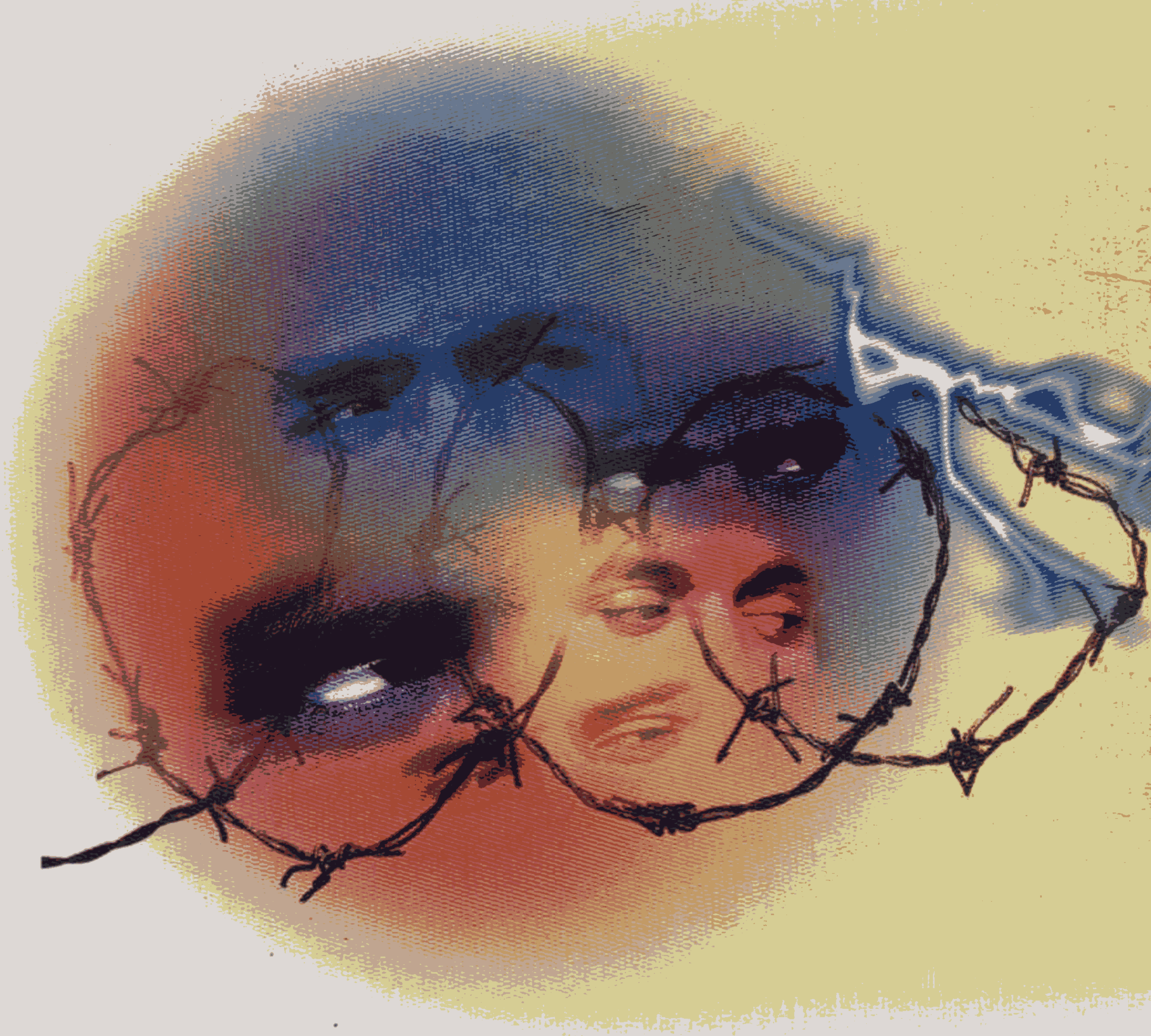
سیدنا لوط علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ دروازہ بند تھا، وہ لوگ اسے کھولنے اور اندر گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ آپ دروازے کے پیچھے سے انھیں نصیحت فرما رہے تھے۔

جب صورتِ حال نازک ہوگئی، تو آپ نے فرمایا:

'اے کاش! مجھ میں تمھارے مقابلے کی طاقت ہوتی، یا میں کسی مضبوط

قلعے میں پناہ پکڑ سکتا'۔

مطلب یہ کہ میں اتنا طاقت ور ہوتا یا میرا کوئی خاندان ہوتا جو میری مدد کرتا تو میں تمہیں وہ سزا دیتا جس کے تم حق دار ہو۔ فرشتوں نے آپ کی بات سنی اوران کے رنج اور غم کو محسوس کیا تو خاموش نہ رہ سکے۔ قرآن کریم نے ان کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

'اے لوط ! ہم تیرے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔
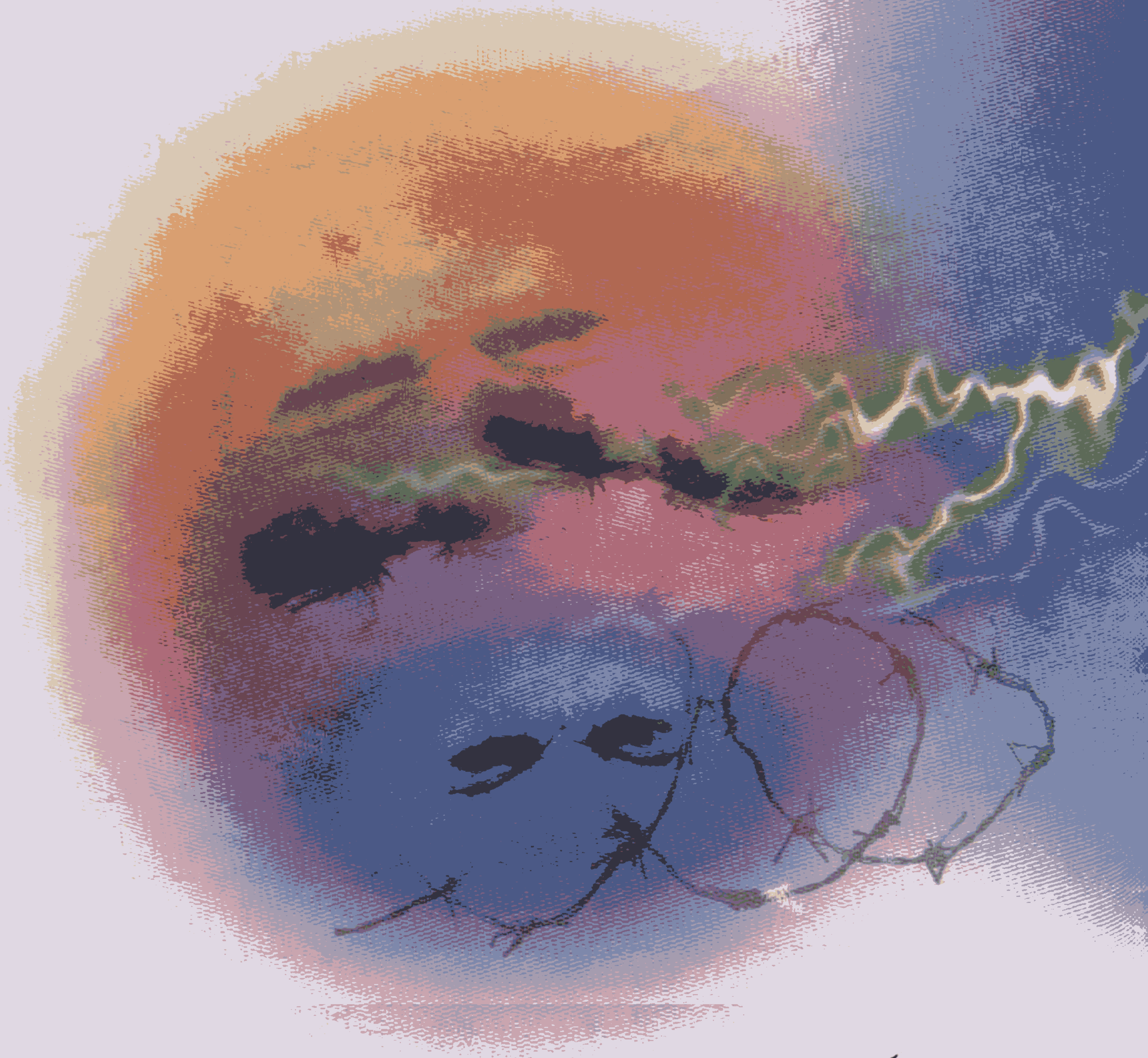
ناممکن ہے کہ یہ تجھ تک پہنچ جائیں۔'

مفسرین فرماتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ السلام باہر تشریف لے گئے اور اپنے پر کا ایک کنارہ ان کے چہروں پر مارا تو وہ اندھے ہو گئے، بلکہ ان کی آنکھیں بالکل ختم ہو گئیں، ان کی جگہ بھی باقی نہ رہی اور آنکھوں کا نشان بھی ختم ہو گیا۔ وہ دیواروں کو ٹٹولتے اور اللہ کے نبی کو دھمکیاں دیتے لوٹ گئے۔ جاتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے: جب صبح ہو گی، تو تم سے

نپٹیں گے۔

پھر فرشتوں نے سیدنا لوط علیہ السلام سے کہا:

'تو اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے کسی حصے میں نکل جا اور تم سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، البتہ تیری بیوی کو وہی عذاب پہنچے گا جو ان کے لیے مقدر ہو چکا۔'

مطلب یہ تھا کہ آپ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، پریشان نہ ہوں، ہم فرشتے ہیں، یہ لوگ آپ کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ ہمارا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ اور آپ کے گھر والے رات کے وقت اس بستی سے نکل جائیں، اللہ نے فاسقوں کی اس قوم کے لیے ہلاکت لکھ دی ہے اور جب آپ عذاب کی آواز سنیں، تو آپ میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، اور اے لوط! اللہ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بچا لے گا، جب کہ آپ کی بیوی ان فاسق کافروں کے ساتھ ہلاک ہوگی۔

فرشتوں نے سیدنا لوط علیہ السلام کو وہ وقت بھی بتا دیا جو عذاب کے لیے مقرر ہو چکا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'ان کے عذاب کے لیے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ کیا صبح قریب نہیں؟'

چنانچہ سیدنا لوط علیہ السلام اپنے اہل، جنہوں نے آپ کی پیروی کی تھی، ان کو لے کر نکل پڑے۔ جب آپ اپنے شہر سے کچھ فاصلے پر گئے، تو اس وقت سورج نکل آیا۔ ساتھ ہی اللہ کا عذاب ان پر نازل ہو گیا۔ اس عذاب کو بھلا کون روک سکتا تھا۔ اس کو روکنا ناممکن تھا۔

سیدنا جبریل علیہ السلام نے ان کے شہر کو الٹ دیا اور وہ سات شہر تھے۔ پھر ان کو آسمان

کی طرف اٹھایا گیا اور الٹ پلٹ کر دیا گیا۔ نیچے والا حصہ اوپر اور اوپر والا حصہ نیچے کر دیا گیا۔ پھر ان پر بڑے بڑے پتھروں کی بارش برسائی گئی، ہر ایک پتھر پر اس آدمی کا نام لکھا تھا جس پر اس پتھر کو گرنا تھا۔ خواہ ان میں سے کوئی اپنے شہر میں موجود تھا یا سفر کی وجہ سے شہر سے باہر تھا۔ وہ پتھر بارش کی طرح ان پر برسے۔''
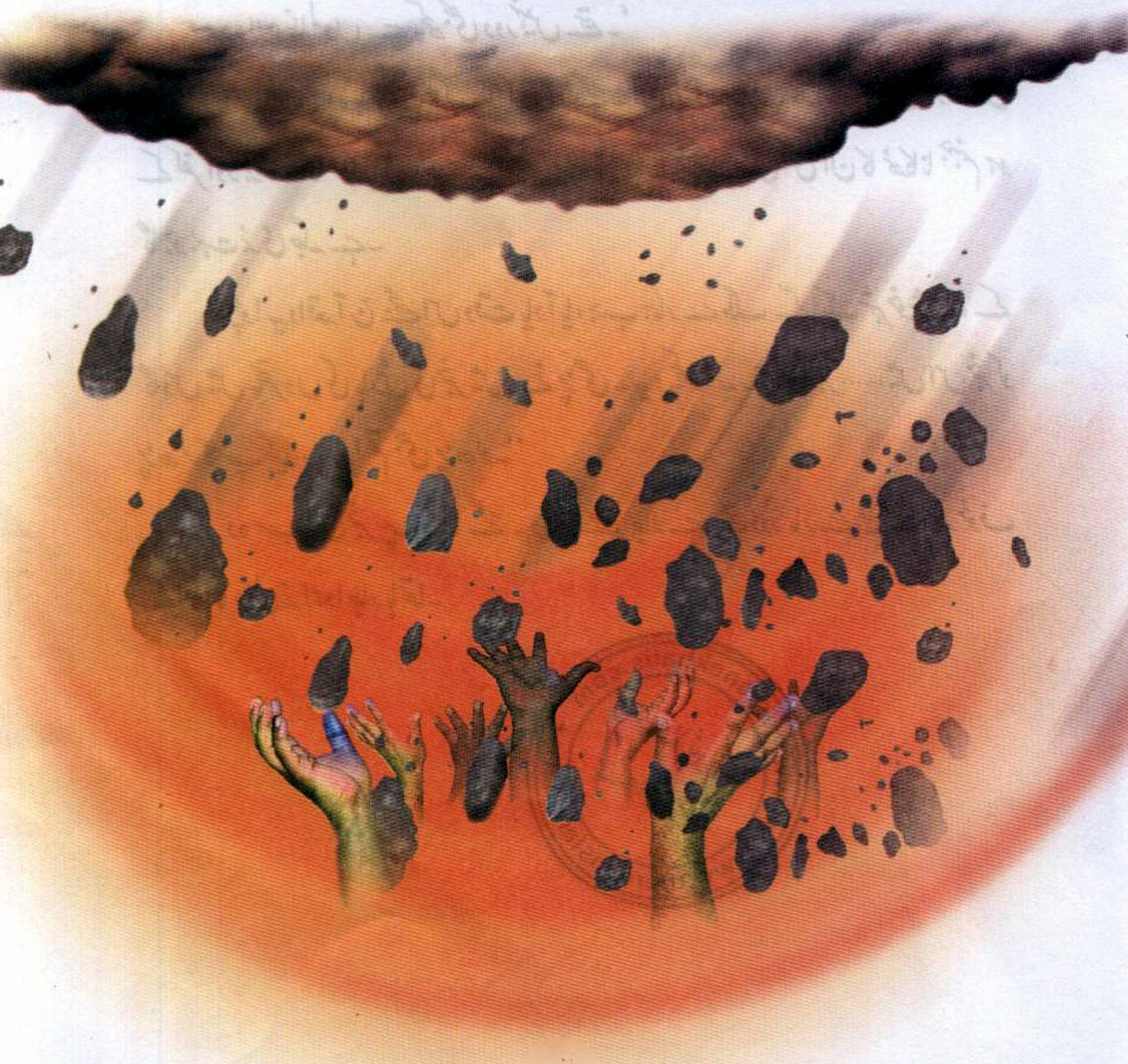
''آپ......آپ کا مطلب ہے، پتھروں کی بارش ہوئی۔'' بچے بول اٹھے۔

''ہاں بچو، پتھروں کی بارش ہوئی!'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'جب ہمارا حکم آ گیا، ہم نے اوپر والے حصے کو نیچے کر دیا اور ان پر کنکریلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے۔ تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے اور وہ ان ظالموں سے کچھ بھی دور نہیں تھے۔'

اس طرح وہ بدبخت لوگ ہلاک ہو گئے۔ ان پر دردناک عذاب نازل ہوا۔ ان کے کفر اور بُرے کاموں کی وجہ سے انھیں سزا ملی اور آخرت میں بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا جو بہت بُری جگہ ہے۔

بچو! یہ واقعہ آج مجھے اس وقت یاد آیا، جب ہمارے ملک کے ایک شہر خوشاب کے گاؤں میں پتھروں کی بارش کی خبر میں نے پڑھی۔ یہ دیکھو! یہ رہی وہ خبر......میں اس خبر کو پڑھ کر کانپ گیا......لو! تم بھی پڑھ لو۔''

وہ سب اس خبر پر جھک گئے۔ وہ پڑھتے جا رہے تھے اور مارے حیرت اور خوف کے ان کا حال بُرا ہوا جا رہا تھا۔

غلطی......اور گناہ، انسان سے ہوتے آئے ہیں

اور توبہ کرنے والوں کے لیے

اللہ کی رحمت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا

لیکن جو گناہ کو لذت سمجھ کر کرنے لگے

گمراہی کو سچائی سمجھ کر اُس کی عبادت کرنے لگے اور ایسے

فعل سرانجام دینے لگے جس سے حیا، اپنا منہ چھپانے لگے

اخلاق دربدر ہو جائے اور

گمراہی کو حق سمجھا جانے لگے، تو پھر

ایسی قوم کا مٹ جانا......کوئی بڑی بات نہیں

لیکن ''پتھروں کی بارش'' جیسا دردناک عذاب

نہ کبھی دیکھا گیا، نہ سنا گیا......اتنا ذلت آمیز اور اتنا بڑا عذاب

کیوں نہ ہوتا......اُن کا گناہ بھی تو اتنا بڑا تھا

ایک خوبصورت کہانی..........نصیحت کے لیے